**ISSN:** 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
**Open Access:** https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
**Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.**

# وزیرستانی سماج میں نکاح کی عملی صورتیں: شرعی اصولوں کے تناظر میں ایک تحقیقی مطالعہ

# Practical Forms of Marriage in Waziristani Society: An Analytical Study in the Light of Islamic Principles

**Sana Ullah***
MPhil Scholar, Islamic Studies, Qurtuba University D. I. Khan
Email: sanawazir73@gmail.com

**Neelam Tariq**
MPhil Scholar, Islamic Studies, Qurtuba University D. I. Khan

**Abstract**

Waziristani marriage practices are deeply rooted in centuries-old tribal customs and traditions. The Waziristani society conducts marriage according to its specific cultural and traditional patterns, often sidelining the Islamic legal perspective on marriage, which emphasizes mutual consent and formal agreement between the parties. In contrast, Islam considers marriage a sacred and natural bond that fulfills the natural desires of men and women in a lawful and dignified manner. It also ensures the protection of the moral and physical rights of both men and women through comprehensive principles of Fiqh (Islamic jurisprudence). This research evaluates the different forms of marriage prevalent in Waziristan society in light of Islamic principles to determine which of these are compatible with Shariah and which are not acceptable under Islamic law. This analytical study can serve as an effective tool for social reform in Islamic societies and can play a vital role in correcting tribal misconceptions about marriage in light of Islamic teachings..

**Keywords:** Waziristani Marriage Practices, Tribal Customs, Islamic Marriage Principles, Social Reform, Gender Rights, Mutual Consent, Islamic Society

## تعارف

وزیرستانی سماج صدیوں پرانی رسوم وروایات اور قبائلی اقدار پر قائم ہے، چنانچہ وزیرستانی سماج اپنے مخصوص تمدنی اور ثقافتی پس منظر کے باعث نکاح کے عمل کو شرعی نقطہ نظر سے ہٹ کر مخصوص روایات اور قبائلی اقدار کے ساتھ جوڑا جاتا ہے، جبکہ نکاح اسلام کا ایک مقدس اور فطری بندھن ہے جس کے ذریعے مرد و عورت جنسی خواہشات کو جائز اور مہذب طریقے سے مکمل کرتا ہے، اور اس کی بدولت مرد اور عورت کے اخلاق کی حفاظت سمیت سماج فتنہ وفساد سے محفوظ ہوتا ہے، نیز نسل انسانی کی بڑھوتری کے لیے ایک پاکیزہ راستہ بھی ہے۔ اس تحقیق میں وزیرستانی سماج میں رائج نکاح کی مختلف صورتوں کا فقہ اسلامی کے اصولوں کے تناظر میں جائزہ لیا گیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کون کونسی صورتیں شرعی اصولوں سے متصادم ہے اور کون کونسی صورتیں شریعت تسلیم

---

*Email of corresponding author: sanawazir73@gmail.com

کرتی ہے۔ یہ تحقیق اسلامی معاشرتی اصلاح کے میدان میں ایک مؤثر قدم ثابت ہو سکتی ہے اور قبائلی معاشروں میں نکاح کے اسلامی تصور کے فروغ میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

### نکاح کی اہمیت

واضح رہے کہ نکاح نہایت اہمیت کا حامل عقد ہے اور اس کے ذریعے کافی سارے فوائد و مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں اور اس سے محض جنسی تسکین کا حصول مقصود نہیں ہوتا، بلکہ اس سے ذہنی و قلبی سکون بھی حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربّانی ہے:

"وَمِنْ أَيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً"[1]

اور اس کی علامت قدرت میں سے ہے کہ اس نے تمہاری جان سے جوڑے تخلیق فرمائے تاکہ تم ان سے تسکین حاصل کرو اور اس نے تمہارے مابین محبت والفت رکھ دی۔

نکاح تمام اَنبیاء کرام علیہم السلاَم کی سُنّت ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے کہ:

" وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً "[2]

اور تحقیق ہم نے آپ سے پہلے بھی کئی رسول مبعوث فرمائے اور ہم نے بیویاں اور اولادیں عطا کیں۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں نکاح کو آدھا ایمان قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

جب کوئی شخص نکاح کرتا ہے تو وہ آدھا دین (ایمان) مکمل کر لیتا ہے اور باقی آدھے دین میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔[3]

### نکاح کا مفہوم

علامہ جرجانی رحمہ اللہ نے نکاح کا لغوی معنیٰ "ملانا اور جمع کرنا" بیان فرمایا ہے[4]۔ چنانچہ نکاح کے ذریعے بھی مرد اور عورت کو آپس میں ملانا مقصود ہوتا ہے۔ نکاح کے اصطلاحی تعریف کے متعلق علامہ کاسانی رقم طراز ہے کہ:

"ومنها ملك المتعة، وهو اختصاص الزوج بمنافع بضعها وسائر أعضائها استمتاعا" [5]

اور ان میں سے ایک کا متعہ کا مالک ہونا ہے، اور وہ شوہر کا بیوی کے بضعہ اور جسم کے ہر حصے سے لطف اندوز ہونا ہے۔

لہٰذا مفہوم یہ ہوا کہ نکاح ایسے عقد کا نام ہے جس سے مرد کے لیے عورت سے جنسی ملاپ اور ان کے تمام اعضاء سے نفع اُٹھانا حلال ہو سکتا ہے۔

### نکاح کے ارکان:

فقہاء کرام کے نزدیک نکاح کے ارکان میں ایجاب (کہ عورت یہ کہہ دے کہ میں نے اتنے مَہر کے عوض تجھ سے نِکاح کیا یا نکاح کرتی ہوں) و قبول (کہ مرد یہ کہہ دے کہ ہاں میں نے قبول کیا یا قبول کرتا ہوں) کا ہونا شامل ہے اور ایک ہی مجلس میں ہو، نیز اس ایجاب و قبول کے دوران دو عاقل، بالغ مسلمان مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنانا بھی ضروری ہے۔[6]

لہٰذا نکاح کو منعقد کرنے کے لیے مرد اور عورت کا ایک ہی مجلس میں دو عاقل، بالغ، مسلمان مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں ایجاب اور قبول کرنا ضروری ہے۔

### عاقلہ بالغہ عورت کے لیے نکاح میں اختیار کا دائرہ کار

نکاح چونکہ مرد و عورت کا معاملہ ہوتا ہے، لہٰذا عاقلہ بالغہ عورت کے لیے اختیار ہے کہ وہ جہاں نکاح کرنا چاہے کر سکتی ہے۔ اس میں ولی کی اجازت ضروری نہیں۔ چنانچہ احنافؒ میں سے ظاہر الروایہ کے مطابق امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک عَاقِلہ اور بَالِغہ لڑکی (چاہے بَاکرہ ہو یا ثیّبہ ہو) کا نِکاح ولّی کی اجازت کے بغیر اپنی رضا سے نکاح کرنا درست ہے اور نکاح شرعاً منعقد ہو گا، جبکہ امام محمّدؒ کے ہاں اس صورت میں نِکاح کا انعقاد ولی کی اجازت پر موقوف ہے، نیز امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے ایک روایت کے مطابق اس صورت میں ولی کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا ہے، چنانچہ اس اختلاف کو صاحب ہدایہ نے یوں بیان فرمایا ہے:

"وينعقد نكاح الحرة العاقلة البالغة برضاها وإن لم يعقد عليها ولي بكرا كانت أو ثيبا عند ابي حنيفة وابي يوسف " رحمهما الله " في ظاهر الرواية وعن ابي يوسف " رحمه الله " أنه لا ينعقد إلا بولي وعند محمد ينعقد موقوفا" [7]

ظاہر الروایہ کے مطابق امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہا اللہ کے نزدیک آزاد، عاقلہ اور بالغہ لڑکی کی نکاح چاہے باکرہ ہو یا ثیبہ ہو اس کی رضا سے منعقد ہوتا ہے، اگرچہ ولی اس کا عقدِ نکاح نہ کیا ہو، ایک روایت میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی نکاح ولی کی اجازت کے بغیر منعقد نہیں ہوتا ہے، اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک نکاح کی صحت ولی کی اجازت پر موقوف ہوتی ہے"

اسی طرح علامہ کاسانی نے لکھا ہے کہ:

"فلا تثبت هذه الولاية على البالغ العاقل ولا على العاقلة البالغة"[8]

عاقل، بالغ اور عاقلہ، بالغہ پر ولایت اجبار حاصل نہیں ہوتا ہے۔

البتہ عورت پر ولایت استحباب ثابت ہے یعنی کہ عاقلہ بالغہ اپنا نکاح خود تو کر سکتی ہے لیکن ولی کے ساتھ مشورہ کرنا مستحب ہے، چنانچہ علامہ کاسانی تحریر فرماتے ہیں کہ:

"وأما ولاية الندب والاستحباب فهي: الولاية على الحرة البالغة العاقلة بكرا كانت أو ثيبا في قول ابي حنيفة وزفر وقول ابي يوسف الأول"[9]

امام ابو حنیفہ، امام زفر اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ کے پہلے قول کے مطابق آزاد عاقلہ اور بالغہ عورت چاہے باکرہ ہو یا ثیبہ پر ولایتِ ندب و استحباب حاصل ہے۔

ولایت استحباب کی حکمت علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ یہ بیان فرمایا ہے کہ:

"يستحب للمرأة تفويض أمرها إلى وليها كي لا تنسب إلى الوقاحة"[10]

عورت کے لیے اپنا فیصلہ ولی کو سپرد کرنا مستحب اس لیے تاکہ اس کی طرف بدکاری کی نسبت نہ ہو۔

ان عبارات کا مطلب یہ ہوا کہ فقہ حنفی کی رو سے عاقلہ بالغہ عورت پر ولی کو ولایت اجبار ثابت نہیں، البتہ ولایت استحباب ثابت ہے۔ البتہ امام محمدؒ کے ہاں اس صورت میں نکاح ولّی کی اجازت پر مَوقوف ہے۔ یہ ثابت ہو گیا کہ عاقلہ، بالغہ عورت ولّی کی اِجازت کے بغیر نِکاح کر سکتی ہے، لیکن چند حدود و قیود کو ملحوظ رکھنا ہو گا، اس صورت میں نکاح غیر کفو میں نہ ہو اور مہر مثل سے کم مالیت پر نکاح نہ ہو، اگر نکاح غیر کفو میں کرے تو اولیاء کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہے۔[11]

اور اگر نکاح کفو میں کریں لیکن مہر مثل سے کم مالیت پر ہو تو اس صورت میں بھی اولیاء کو مہر کی تکمیل یا فسخ نکاح کا حق حاصل ہے۔[12]

**عاقلہ بالغہ عورت کے لیے غیر کفو میں نکاح کرنے کا حکم**

یاد رہے کہ نکاح کے سلسلہ میں شریعت نے کفو کو ایک الگ مقام دیا ہے، اور جب شوہر بیوی کا ہم پلہ نہ ہو تو عورت کے اولیاء کو شرمندگی ہوتی ہے، اسی طرح شوہر کو ساری زندگی جھک کر گزارنی پڑتی ہے، تو شریعت نے اس کے پیش نظر نکاح میں کفو کا ہونا ملحوظ رکھا ہے۔ ماقبل تفصیل سے یہ ثابت ہوا کہ عاقلہ، بالغہ اپنا نکاح خود کر سکتی ہے اولیاء کے اختیار کا کوئی عمل ودخل نہیں، اور اگر عاقلہ بالغہ خود غیر کفو میں نکاح کرے تو اس صورت میں اولیاء کو کس حد تک اختیار حاصل ہو گا، اس صورت کی وضاحت سے قبل "کفو" کی وضاحت کرنا ضروری ہے۔

**کفو کا مفہوم**

کفاءۃ کفو سے مصدر کا صیغہ ہے اور معنیٰ ہے "برابری" یہ کفو بروزن فُعل اور کفوءٌ بروزن فعول دونوں کا استعمال ہوتا ہے، کفو کا معنیٰ ہے ہم پلہ، برابر۔ اصطلاح میں فقہاء کرام کے ہاں مفہوم یہ ہے کہ "**مساواة الرجل للمراة اوكون المراة ادنى**"[13] کہ مرد عورت کے مساوی ہو یا اس سے اعلیٰ۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ جس مرد کے ساتھ نکاح کیا جارہا ہو وہ عورت کے برابر یا اعلیٰ ہو۔

**کفاءت کا معیار**

جن امور میں کفاءت کو معتبر مانا جائے گا اس کے متعلق فقہاءِ کرام کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے، احنافؒ کے ہاں ان چھ "دین، اسلام، نسب، حرفت، حریت اور مال" امور میں کفاءت کو معتبر مانا جائے گا، مالکیہ کے نزدیک ان دو "دین اور حال یعنی کہ مرد ان تمام عیوب سے پاک ہو جن کی وجہ سے بیوی کو خیار ثابت ہوتا ہے" امور میں کفاءت کو معتبر مانا جائے گا، حنابلہ کے نزدیک ان پانچ "دین، نسب، حرفت، حریت اور مال" امور میں کفاءت کا اعتبار کیا جائے گا۔[14]

**نکتہ**

واضح رہے کہ کفاءت کی علت عار ہے اس لیے فقہاء کرام نے کفاءت کے لیے اپنے اپنے اِجتہادات کی بناء پر شرائط کا تعیین کیا ہے، ان اِجتہادات کا محور بنیادی ماخذ سمیت ثانوی ماخذ (عُرف، سدِ ذرائع وغیرہ) بھی ہے، یعنی کفاءت کے مسئلہ میں عُرف اور تعامل الناس کو بھی معتبر مانا جائے گا کہ کونسی چیز عرف میں باعث عار سمجھی جاتی ہے اور کونسی چیز باعث عار نہیں، چنانچہ علامہ ابن الہمام فرماتے ہیں کہ:

> "ثبت اعتبار الكفاءة بما قدمناه فيمكن ثبوت تفصيلها أيضا بالنظر إلى عرف الناس فيما يحقرونه ويعيرون به" [15]
>
> لہٰذا عصر حاضر میں ان امور کو بھی کفاءت کے معیار میں شامل کر سکتا ہے جس سے عرف میں خاتون یا اس کے خاندان والوں کو عار محسوس ہو۔

اگر کوئی عاقلہ بالغہ لڑکی غیر کُفو میں نکاح کرے تو احنافؒ کے ہاں اس صورت میں اولیاء کو یہ اختیار حاصل ہو گا کہ وہ اس لڑکی کی اولاد پیدا ہونے سے پہلے عدالت یا شرعی پنچائیت کے ذریعے اس کا نکاح فسخ کرا سکتا ہے۔[16] احنافؒ کا یہ موقف فقہ کے اکثر کتب میں مذکور ہے۔

امام سرخسی نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ عورت کے لیے غیر کفو میں نکاح کرنا اولیاء کے لیے شرمندگی کا سبب بن جاتا ہے۔[17]

### صغیرہ (نابالغہ) کے نکاح میں اولیاء کا عمل و دخل

اگر کسی نابالغہ (چھوٹی بچی) کا نکاح ان کے اولیاء میں سے والد یا دادا نے کیا تو یہ نکاح صحیح ہے، لڑکی کو خیار بلوغ (بالغ ہونے کے بعد نکاح برقرار رکھنا یا فسخ کرنا) حاصل نہ ہوگا،[18] بشرطیکہ باپ، دادا معروف بسوء الخیار نہ ہو یعنی کہ لڑکی کے مصالح کو مدنظر رکھ کر نکاح کرائے اور اگر لڑکی کے مصالح اور بھلائی کا خیال نہیں رکھا بلکہ ذاتی مفاد کو سامنے رکھ کر نکاح کیا تو اس صورت میں یہ نکاح ہی صحیح نہیں ہے۔[19] البتہ اگر والد اور دادا کے علاوہ دیگر اولیاء نے نکاح کیا ہو تو اس صورت میں لڑکی کو خیار بلوغ حاصل ہوگا۔[20]

### اولیاء کا عاقلہ، بالغہ عورت کی اجازت کے بغیر نکاح کرنے کا حکم

عاقلہ، بالغہ کے لیے تو شرعاً خود نکاح کرنے کا حق حاصل ہے، اگر عاقلہ، بالغہ لڑکی کی ولی نے اس سے اجازت لیے بغیر نکاح کرادیا تو شرعاً یہ نکاح منعقد نہیں ہوگا بلکہ لڑکی کی اجازت پر موقوف ہوگا، اگر لڑکی خاموش رہی، ہنسنے لگی، رونے لگی، تو یہ اجازت شمار ہوگی اور نکاح درست ہوگیا۔[21] مگر یاد رہے کہ اس صورت میں اگر لڑکی کا رونا رد کرنے اور ناراضگی کے واسطے ہو یعنی رونے کے ساتھ زور سے آواز نکالنا ہو یا چیخنا چلانا ہو تو اس صورت میں نکاح صحیح نہیں ہے۔

"والبكاء بالصوت والويل قرينة على الرد وعدم الرضا"[22]

آواز کے ساتھ رونا اور چیخنا چلانا رد اور ناپسندیدگی کی علامت ہے"

بشرطیکہ یہ رونا نکاح کی اطلاع ہوتے ہی پایا گیا ہو، اگر نکاح کی خبر پاکر ذرا بھی اپنے اختیار سے خاموشی اختیار کی پھر نکاح صحیح ہوگیا اور اس کے بعد رونے سے نکاح میں فرق نہیں آئے گا۔[23]

### وزیرستانی سماج میں نکاح کا طریقہ

وزیرستانی سماج میں نکاح کا یہ طریقہ ہے کہ لڑکے کے گھر والے لڑکی کے گھر والوں کے ساتھ رشتہ کی بات طے کرنے کے لیے ایک مجلس کا انعقاد کرتے ہیں۔ جس کو ہم اپنی مقامی زبان میں "لوس نیوائی" کہتے ہے اور اس میں مہر طے کیا جاتا ہے اور مہر کم سے کم عموماً سات لاکھ تک ہوتا ہے، جس میں بعض لوگ سارا مہر رقم کی شکل میں طے کرلیتے ہیں اور بعض لوگ چند تولہ سونا اور کچھ رقم (مثلاً چار لاکھ روپے اور دو تولہ سونا) کی شکل میں طے کرلیتے ہیں اور عموماً یہ سارا مہر شادی کرنے سے پہلے ادا کرنا لازم ہوتا ہے۔

### وزیرستانی سماج میں نکاح کی عملی صورتیں اور ان کا شرعی حکم

وزیرستانی سماج میں نکاح کی کئی عملی صورتیں رائج ہے۔ وزیرستانی سماج میں نکاح کے سلسلہ میں لڑکی کا کوئی اختیار نہیں ہوتا بلکہ اس معاملے کا تمام تر اختیار اولیاء یعنی گھر والوں کا ہوتا ہے:

ا۔ لڑکیوں کا نکاح گھر والوں کی مرضی سے طے کیا جاتا ہے۔ والدین اور خاندان والے جس لڑکے کے ساتھ چاہے وہ لڑکا نشے کا عادی ہو وغیرہ سے نکاح کرنا چاہے تو طے کرلیتے ہیں۔ یعنی اس میں عورت کا کسی بھی قسم کا کچھ اختیار نہیں ہوتا ہے اس صورت میں اکثر لڑکی کے گھر والے رقم کی لالچ میں آکر عقد کرلیتے ہیں۔

۲۔ بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کو کسی عیب (مثلاً لنگڑا ہو، نابینا ہو وغیرہ) کی وجہ سے رشتہ نہیں مل رہا ہو تا تو ان کے گھر والوں کی کوشش ہوتی ہے کہ اس کے لیے بہر صورت رشتے کا بندوبست کر لیا جائے، اگرچہ مہر زیادہ مقرر کرنا پڑے ایسے مواقع پر عموماً لڑکی والے زیادہ پیسوں کی لالچ میں رشتہ طے کر لیتے ہیں۔

**پہلی صورت کا شرعی حکم**

چونکہ اس کی وضاحت ہو چکی ہے کہ شرعاً عاقلہ بالغہ کے لیے نکاح کا اختیار حاصل ہے، لہٰذا اگر اولیاء نے یعنی گھر والوں نے یا والدین نے اس سے اجازت لیے بغیر نکاح کر دیا تو یہ نکاح شرعاً منعقد نہ ہو گا، بلکہ عورت کی اجازت پر موقوف ہو گا، اگر گھر والوں نے جبراً نکاح کیا اور اس نے انکار کیا تو نکاح منعقد نہ ہو گا، البتہ اگر جبر کی صورت میں عورت نے رضامندی کو ظاہر کر دیا پھر نکاح منعقد ہو گا۔[24] لہٰذا اس صورت میں چونکہ عورت کے اختیار کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا ہے بلکہ عورت کو مجبور کیا جاتا ہے اور ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں۔

**دوسری صورت کا شرعی حکم**

نکاح کی یہ دوسری صورت شرعاً جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں دو خرابیاں پائی جاتی ہے:

۱۔ عورت کے اختیار کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا ہے بلکہ عورت کو مجبور کیا جاتا ہے، اور شرعاً ایسا کرنا جائز نہیں، کیونکہ عاقلہ بالغہ عورت کو نکاح میں شرعاً اختیار حاصل ہے[25]

۲۔ زیادہ رقم لے کر رشتہ کرانا رشوت کے زمرے میں آتا ہے، اور شریعت مطہرہ نے رشوت لینے اور دینے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت لینے اور رشوت دینے والے پر لعنت فرمائی ہے"[26]

لہٰذا ان وجوہات کی بناء پر شرعاً یہ صورت اختیار کرنا جائز نہیں، بلکہ یہ عورتوں کے ساتھ ظلم کے زمرے میں آتا ہے اور روزِ قیامت ضرور اس کی پوچھ گچھ ہو گی۔

**صلح کے بدلے نکاح کی صورت (نکّہ)**

وزیرستانی سماج میں نکاح کی ایک صورت یہ بھی رائج ہے کہ اگر کسی دو خاندانوں کے مابین قتل کا واقعہ پیش آجائے یعنی کہ اگر ایک خاندان کسی دوسرے خاندان سے کوئی شخص قتل کر دے۔ پھر جب صلح کے لیے جرگہ ہوتا ہے تو صلح کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ قاتل کے خاندان سے ایک لڑکی یا ایک سے زیادہ لڑکیاں مقتول کے خاندان کے کسی فرد کو بغیر کسی معاوضہ کے نکاح میں دے دی جاتی ہیں۔ اور اس کو ہم اپنی مقامی زبان میں "نکّہ" کہتے ہیں، بعض علاقوں میں اس کو "ونی" یا "سوارہ" بھی کہا جاتا ہے۔

**اس صورت کا شرعی حکم**

ذکر کردہ صورت محض جہالت اور ظلم پر مبنی رسم ہے اور یہ کئی فاسد امور پر مشتمل ہونے کی وجہ سے شرعاً جائز نہیں:

۱۔ اس رسم کا شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے۔

۲۔ بدل صلح میں شرعاًمال کا ہونا ضروری ہے اور آزاد عورت شرعاًمال نہیں ہے۔[27]

۳۔ عاقلہ، بالغہ لڑکی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا جاتا ہے اور شرعاًایسا کرنا جائز نہیں۔[28]

۴۔ مہر عورت کا واجبی حق ہے اور اس صورت میں عورت حق مہر سے محروم رہتی ہے۔[29]

لہٰذا صلح کا یہ طریقہ کار اختیار کرنا شرعاً جائز نہیں اور اس صورت میں نکاح سرے سے صحیح بھی نہیں بلکہ باطل ہے۔

### وٹہ سٹہ کے ذریعے نکاح کی صورت

وزیرستانی سماج میں نکاح کی ایک صورت وٹہ سٹہ کا بھی رائج ہے جس کو ہم اپنی مقامی زبان میں "بدال" کہتے ہے، کہ دو خاندان آپس میں وٹہ سٹہ کے ذریعے رشتہ طے کر لیتے ہے لیکن اکثر اس میں مہر مقرر نہیں کیا جاتا ہے۔

### اس صورت کا شرعی حکم

وٹہ سٹہ کے ذریعے نکاح اس طریقے سے کرنا کہ اس میں عورتوں کے لیے مہر مقرر نہ ہو بلکہ دونوں کو ایک دوسری کا مہر تصوّر کیا جائے اس کو "شغار" کہا جاتا ہے۔ اس صورت میں نکاح ہو جاتا ہے لیکن ایسا کرنا شرعاًناجائز اور گناہ ہے، محمّد عربی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے:

> "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے "نکاح شغار" سے منع فرمایا ہے اور شغار یہ ہے کہ آدمی اپنی بیٹی کا نکاح اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر کے دے گا اور ان کے درمیان مہر مقرر نہ کیا جائے (یعنی دونوں عورتوں کو ایک دوسرے کا مہر تصور کیا جائے)"[30]

تاہم وٹہ سٹہ نکاح چاہے اس میں مہر مقرر ہو یا نہ ہو اس سے بچنا چاہیے، کیونکہ اس سے مندرجہ ذیل مفاسد پیدا ہوتے ہیں:

۱۔ اگر ایک طرف سے خاتون کسی وجہ سے ناخوش ہو تو دوسری طرف سے بھی انتقام کے طور پر بلاوجہ خاتون کو تنگ کیا جاتا ہے۔

۲۔ میاں بیوی میں نااتفاقی کی صورت میں اگر ایک طرف سے خاتون کو والدین کے گھر بھیج دیں تو دوسری طرف سے بھی خاتون کو اس کے والدین کے گھر بھیج دیا جاتا ہے اگرچہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ خوشی سے رہ رہی ہو۔

۳۔ ایک طرف ناچاقی کی صورت میں اگر طلاق پڑ جائے تو دوسری طرف سے خاتون کو بھی بدلے میں طلاق دی جاتی ہے۔

### ژاغ کے ذریعے نکاح کی صورت

وزیرستانی سماج "ژاغ" کے ذریعے نکاح کرنے کی صورت رائج ہے اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ لڑکا لڑکی کے گھر پر یا ہوائی انداز میں بندوق سے فائرنگ کرتا ہے اور پھر ایک نامزد لڑکی کو منتخب کر کے یہ کہتا ہے کہ یہ میری ہے اور اس سے میں نکاح کرتا ہوں، تو اس لڑکی کو دیگر خاندانوں کی طرف سے پیغامِ نکاح نہیں بھیجا جا سکتا ہے بلکہ یہ اس لڑکے کے نام ہو جاتی ہے۔

یہ چونکہ غیرت کا معاملہ ہوتا ہے تو بعض دفعہ مستقبل میں لڑکی کے خاندان والے طعنہ زنی سے بچنے کے لیے یہ صورت اختیار کرتے ہیں کہ وہ بھی اس لڑکے کے خاندان سے "ژاغ" کے ذریعے ایک لڑکی کا انتخاب کر لیتے ہیں، اب اگر ایک خاندان لڑکی دینے سے انکار کرے تو دوسرا بھی انکار کرتا ہے اور اگر ایک راضی ہوتا ہے تو دوسرا بھی راضی ہوتا یعنی معاملہ برابر سرابر کر لیا جاتا ہے۔

مگر یاد رہے کہ اس میں مہر لڑکی کے خاندان والوں کی مرضی سے طے کیا جاتا ہے اور مروجہ مہر سے کئی گنا بڑھ کر ہوتا ہے مثلاً اگر عام حالات میں مہر سات لاکھ ہو تو اس صورت میں اگر لڑکی والوں کی جانب سے مہر تیس لاکھ مقرر کر لیا جائے تو لڑکے پر مقرر کردہ مہر کی ادائیگی لازم ہو گی۔

### اس صورت کا شرعی حکم

نکاح کے لیے یہ طریقہ کار اختیار کرنا چند خرابیوں کی وجہ سے شرعاً درست نہیں:

۱۔ لڑکے کی جانب سے عورت پر نکاح کا جبر کیا جاتا ہے کہ وہ لڑکے کے ساتھ نکاح ضرور کرے گی چاہے لڑکی کی پسند ہو یا نہ ہو۔ تو یہاں عورت کی رضامندی کی کوئی حیثیت نہیں رہتی جبکہ عاقلہ بالغہ کے لیے شرعاً نکاح میں اختیار کا حق حاصل ہے[31]

۲۔ مہر چونکہ عورت کا واجبی حق ہے اور یہ میاں بیوی کی رضامندی سے طے کیا جاتا ہے جبکہ اس صورت میں لڑکے (شوہر) کی رضا کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ لڑکی (بیوی) کے خاندان والوں کا اختیار ہوتا ہے کہ وہ کتنا مہر مقرر کرتے ہیں چاہے لڑکے کی رضا ہو یا نہ ہو۔

۳۔ اس صورت میں مہر کے مقرر کرنے میں شوہر کی حیثیت کو نہیں دیکھا جاتا ہے یعنی کہ اس مہر کی ادائیگی شوہر کی بس میں ہے یا نہیں، جبکہ مہر کو مقرر کرنے میں شوہر کی حیثیت کو مدنظر رکھنا ہو گا اور شوہر کی بس سے زیادہ مہر مقرر کرنا شریعت نے ناپسند فرمایا ہے، چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

"لاتغالوا صدقة النساء"[32]

عورتوں کی مہر میں زیادتی نہ کرو"

### علماء کرام اور قومی عمائدین کا کردار

اس رسم کی خاتمے لیے سرکردہ علماء کرام اور قومی عمائدین نے اپنا کردار ادا کیا ہے چنانچہ انہوں وزیر قوم کی رضامندی سے یہ متفقہ فیصلہ کیا کہ اگر کوئی شخص اس "ژاغ" رسم کا مرتکب ہوا تو اس کا یہ مطالبہ ہرگز نہیں مانا جائے گا یعنی اس سے اس لڑکی کا رشتہ بالکل نہ کیا جائے۔ اگر مناسب ہو تو عورت کے متعلق ماضی سے مروجہ اس ظالمانہ رجحان کو ختم کرنے کے لیے اس فعل کے مرتکب کو قبائلی طریقہ کار کے مطابق تعزیراً قتل کیا جائے گا، چنانچہ اس فیصلہ کے بعد جنوبی وزیرستان وانا میں ایک شخص جو اس فعل کا مرتکب ہوا تھا اس متفقہ فیصلہ کی روشنی میں اسے قتل کر دیا گیا۔[33]

### قانون سازی

اس رسم کی خاتمے کے لیے باقاعدہ قانونی طور پر قدم اٹھایا گیا ہے، چنانچہ جنوری ۲۰۱۳ میں خیبر پختونخواہ اسمبلی میں یہ قانون منظور کیا کہ "غگ (ژاغ)" کے مُرتکب شخص کو تین سال جیل اور پانچ لاکھ روپے جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔ پھر دسمبر ۲۰۱۷ میں پشاور کے عدلیہ نے ایک فیصلے میں "غگ (ژاغ)" کی رسم کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے کہا کہ صوبہ خیبر پختونخواہ اور اس کے ساتھ ملحقہ قبائلی علاقہ جات میں کسی بھی آدمی کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ "غگ (ژاغ)" کی بنیاد پر کسی خاتون کو کسی اور جگہ شادی کرنے سے روک لے۔

**وزیرستانی سماج میں بیوہ عورت کے لیے نکاحِ ثانی کی صورت**

وزیرستانی سماج میں اگر کسی عورت کا شوہر انتقال کر جائے چاہے ان کی اولاد ہو یا نہ ہو تو نکاح ثانی کا حقیقی حقدار اس کا دیور ہی ہوتا ہے چنانچہ ہماری قومی زبان میں اس کے متعلق ایک جملہ کہا جاتا ہے "کونڈا دے لورہ دو" یعنی کہ بیوہ دیور کی ملکیت ہے، یعنی ان کے لیے نکاح ثانی کی صورت میں دیور کے علاوہ کسی اور سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہوتی، البتہ اگر اس بیوہ کا تعلق کسی طاقتور خاندان سے ہو اور وہ دیور سے نکاح کرنے کا انکار کرے بلکہ کسی اور سے نکاح کرنا چاہے تو بیوہ کے لیے اس مشکل سے نکلنا آسان ہوتا ہے۔

شریعت کے حکم کے مطابق بیوہ کی عدّتِ وفات (چار مہینے دس دن) ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

"وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ" [34]

اور تم میں جو لوگ وفات پا جائیں، اور بیویاں چھوڑ کر جائیں تو وہ بیویاں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن انتظار میں رکھیں گی، پھر جب وہ اپنی (عدت کی) میعاد کو پہنچ جائیں، وہ اپنے بارے میں جو کاروائی (مثلاً دوسرا نکاح) قاعدے کے مطابق کریں، تو تم پر کچھ گناہ نہیں اور اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔"

عدت وفات گزارنے کے بعد اپنی مرضی سے جہاں نکاح کرنا چاہے شرعاً جائز ہے، اور ذکر کردہ صورت میں جبر کی جو صورت اختیار کی جاتی ہے یہ شرعاً جائز نہیں، کیونکہ اس سے ان کا حقِ نکاح "اختیار" دبایا جاتا ہے اور ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں۔

**وزیرستانی سماج میں پسند کی شادی کی حیثیت**

شریعت مطہرہ کی رو سے نکاح چونکہ مرد و عورت کے مابین معاملہ ہے اور پسند اور ناپسند کے سلسلے میں ان کو اختیار حاصل ہے کہ عاقلہ بالغہ لڑکی کے لیے کفو میں اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح کرنے کا حق رکھتی ہے، لیکن وزیرستانی سماج میں اس کا تصور نہیں ہے، نکاح کے سلسلے میں یہ سارے معاملات اولیاء ہی طے کر لیتے ہیں لڑکی کو پسند اور ناپسند کا کوئی حق حاصل نہیں ہوتا، چاہے وٹہ سٹہ کے ذریعے نکاح کرالیں، چاہے تّکہ میں دی جائے وغیرہ، حتی کہ وزیرستانی سماج میں پسند کی شادی کو غیرت کے خلاف سمجھا جاتا ہے اور لوگ یہ گمان کر لیتے ہیں کہ شاید پہلے سے ان کے مابین ناجائز تعلقات چل رہے ہوں۔ جبکہ یہ صورتحال اسلامی تعلیمات کی رو سے جائز نہیں ہے کیونکہ نکاح کے سلسلے میں عورت کو اختیار حاصل ہے۔

عمومی طور پر وزیرستانی سماج میں پسند کی شادی رد کرنے کے بعد برے نتائج رونما ہوتے ہے بعض دفعہ لڑکا لڑکی کو بھگا کر لے جاتا ہے، بعض دفعہ لڑکا "ژاغ" کی رسم کا سہارا لے کر لڑکی سے نکاح کر لیتا ہے، بعض دفعہ لڑکی خودکشی کر لیتی ہے، بسا اوقات لڑکی کے پسند کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے یہ عمل طلاق کا سبب بھی بن جاتا ہے۔

**خلاصہ کلام**

ا۔ وزیرستانی سماج میں نکاح کرنے میں عورت کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا، گھر والوں کو اختیار ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ نکاح کروانا چاہیں کروا لیتے ہیں، جبکہ شریعت کی رو سے عاقلہ، بالغہ کے لیے کفو میں نکاح کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ البتہ غیر کفو میں اولیاء کے لیے فسخ کا اختیار حاصل ہوگا۔

۲۔ وزیرستانی سماج میں عورت کا نکاح گھر والے اپنی مرضی سے کرتے ہیں خاتون کی رضا اور عدم رضا کو نہیں دیکھا جاتا ہے، جبکہ شریعت کی روسے عاقلہ، بالغہ کا نکاح اگر اولیاء نے کیا ہو تو اس کا نفاذ عورت کی اجازت پر موقوف ہو گا، تو جب عورت کو پسند ہو تو نکاح منعقد ہو گا ورنہ نہیں۔

۳۔ وزیرستانی سماج میں صغیرہ کا نکاح گھر والے اپنی مرضی سے کرتے ہیں پھر بعد میں اس کو خیار بلوغ حاصل نہیں ہوتا ہے، جبکہ شریعت کی روسے اگر باپ، داد کے علاوہ کسی اور نے صغیرہ کا نکاح کیا ہو تو اس کو خیار بلوغ حاصل ہو گا۔

۴۔ وزیرستانی سماج میں نکاح کی مروجہ صورتیں تّلہ، ژاغ اور بدال شرعی لحاظ سے درست نہیں کیونکہ ان صورتوں میں عورت کا حق خیار دبایا جاتا ہے۔

۵۔ وزیرستانی سماج میں بیوہ پر دیور کے علاوہ کسی اور سے نکاح کرنے پر پابندی عائد کرنا شرعی لحاظ سے درست نہیں، کیونکہ عورت کو کسی مرد کے ساتھ نکاح کرنے اور نہ کرنے میں شرعاً اختیار حاصل ہے۔

All Rights Reserved © 2025 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

## حوالہ جات وحواشی

1 سورة الروم : آیت نمبر: ۲۱

The Qur'ān, Sūrat al-Rūm, āyat no. 21.

2 سورة الرعد: آیت نمبر : ۳۸

The Qur'ān, Sūrat al-Raʿd, āyat no. 38.

3 محمد بن عبدالله خطیب تبریزی، مشکوۃ المصابیح (بیروت : المکتبه الاسلامی،۱۹۸۵ ء)، کتاب النکاح الفصل الثالث، ۲ / ۹۳۰، حدیث نمبر : ۳۰۹۶

Muḥammad b. ʿAbd Allāh al-Khaṭīb al-Tabrīzī, Mishkāt al-Maṣābīḥ (Beirut: al-Maktabah al-Islāmiyyah, 1985), kitāb al-nikāḥ, al-faṣl al-thālith, 2/930, ḥadīth no. 3096.

4 علی بن محمد جرجانی، التعریفات، (بیروت : دارالکتب العلمیه، ۱۹۸۳ء) ۲۴۶

ʿAlī b. Muḥammad al-Jurjānī, al-Taʿrīfāt (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1983), 246.

5 علاءالدین کاسانی، بدائع الصنائع، (بیروت :دارالکتب العلمیه، ۱۹۸۶ ء) ۲ / ۳۳۱

ʿAlāʾ al-Dīn al-Kāsānī, Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1986), 2/331.

6 ایضاً، ۲ / ۲۳۲

Ibid, 2/232.

7 ابوالحسن برہان الدین فرغانی مرغینانی، الہدایه،( بیروت :داراحیاء تراث العربی، س،ن ) ۱/ ۱۹۱

Abū al-Ḥasan Burhān al-Dīn al-Farghānī al-Marghīnānī, al-Hidāyah (Beirut: Dār Iḥyāʾ Turāth al-ʿArabī, n.d.), 1/191.

8 علاءالدین کاسانی، بدائع الصنائع، ۲ / ۲۴۱

ʿAlāʾ al-Dīn al-Kāsānī, Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ, 2/241.

9 ایضا، ۲ / ۲۴۷

Ibid, 2/247.

10 محّمد اَمین بن عُمر بن عبدُ العزیز عابِدین دِمشقی حنفی،رد المختار،( بیروت : دارالفکر، ۱۹۹۲ء ) ۳ / ۵۵

Muḥammad Amīn b. ʿUmar b. ʿAbd al-ʿAzīz ʿĀbidīn al-Dimashqī al-Ḥanafī, Radd al-Muḥtār (Beirut: Dār al-Fikr, 1992), 3/55.

11 نظام الدین بلخی، فتاوی ہندیہ، (بیروت: دارالفکر، ۱۳۱۰ھ) ۱ / ۲۹۲

Niẓām al-Dīn al-Balkhī, Fatāwā al-Hindiyyah (Beirut: Dār al-Fikr, 1310 AH), 1/292.

12 احمد بن محمد قدوری، مختصر القدوری،( بیروت: دارالکتب العلمیہ،۔۱۹۹۷ء ) ۱۴۷

Aḥmad b. Muḥammad al-Qudūrī, Mukhtaṣar al-Qudūrī (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1997), 147.

13 محّمد بن علی بن محّمد بن علی بن عبدُ الرحمٰن حَصکفی،درالمختار، (بیروت :دارالفکر،۱۹۹۲ء) ۳ / ۸۴

Muḥammad b. ʿAlī b. Muḥammad b. ʿAlī b. ʿAbd al-Raḥmān al-Ḥaṣkafī, al-Durr al-Mukhtār (Beirut: Dār al-Fikr, 1992), 3/84.

14 وہبہ بن مصطفیٰ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، (دمشق :دارالفکر، س،ن) ۹ / ۶۷۴۷

Wahbah b. Muṣṭafā al-Zuḥaylī, al-Fiqh al-Islāmī wa-Adillatuh (Damascus: Dār al-Fikr, n.d.), 9/6747.

15 کمال الدین بن محمد ابن الہمام، فتح القدیر، (بیروت : دارالفکر، س، ن) ۳ / ۲۹۶

Kamāl al-Dīn b. Muḥammad Ibn al-Humām, Fatḥ al-Qadīr (Beirut: Dār al-Fikr, n.d.), 3/296.

16 نظام الدین بلخی، فتاوی ہندیہ، ۱ / ۲۹۲

Niẓām al-Dīn al-Balkhī, Fatāwā al-Hindiyyah, 1/292.

17 شمسُ الآئمہ محّمد بن اَحمد بن اَبی سہل سرخسی، المبسُوط، (بیروت: دار المعرفہ، ۱۹۹۳ء)، ۵ / ۲۷

Shams al-Aʾimmah Muḥammad b. Aḥmad b. Abī Sahl al-Sarakhsī, al-Mabsūṭ (Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1993), 5/27.

18 نظام الدین بلخی، فتاوی ہندیہ، ۱ / ۲۸۵

Niẓām al-Dīn al-Balkhī, Fatāwā al-Hindiyyah, 1/285.

19 ابن عابدین، رد المختار، ۳ / ۶۷

Ibn ʿĀbidīn, Radd al-Muḥtār, 3/67.

20 ایضاً

Ibid

21 ایضاً، ۳ / ۵۹

Ibid, 3/59.

22 ایضا، ۵۹/۳

Ibid, 3/59.

23 ایضاً

Ibid

24 محمد حَصکفی، درالمختار، ۳ / ۵۸

Muḥammad al-Ḥaṣkafī, al-Durr al-Mukhtār, 3/58.

25 ایضاً

Ibid

26 ترمذی، جامع الترمذی، باب ما جاء فی الراشی والمرتشی فی الحکم، ۳/ ۶۱۵، حدیث نمبر : ۱۳۳۷

al-Tirmidhī, Jāmiʿ al-Tirmidhī, bāb mā jāʾa fī al-rāshī wa-al-murtashī fī al-ḥukm, 3/615, ḥadīth no. 1337.

27 علاءالدین کاسانی، بدائع الصنائع، ۱ / ۲۸۵

ʿAlāʾ al-Dīn al-Kāsānī, Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ, 1/285.

28 محمد حَصکفی، درالمختار، ۳ / ۵۸

Muḥammad al-Ḥaṣkafī, al-Durr al-Mukhtār, 3/58.

29 سورة النساء : آیت نمبر: ١١

The Qur'ān, Sūrat al-Nisāʾ, āyat no. 11.

30 مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، باب تحریم النکاح الشغار وبطلانه، ٢ / ١٠٣٤، حدیث نمبر :١٤١٥ ۔

Muslim b. Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, bāb taḥrīm al-nikāḥ al-shighār wa-buṭlānuh, 2/1034, ḥadīth no. 1415.

31 محمد حَصکفی، درالمختار، ٣ / ٥٨

Muḥammad al-Ḥaṣkafī, al-Durr al-Mukhtār, 3/58.

32 سجستانی، ابو داود سلیمان بن الاشعث سجستانی، سنن ابی داود، (بیروت: مکتبه العصریه، س، ن) ٣ / ٤٤٤، حدیث نمبر : ٢١٠٦

Abū Dāwūd Sulaymān b. al-Ashʿath al-Sijistānī, Sunan Abī Dāwūd (Beirut: Maktabah al-ʿAṣriyyah, n.d.), 3/444, ḥadīth no. 2106.

33 مولانا ڈاکٹر تاج محمد، وَزیرستان کے رُسُوم ورِواج کا شَرعی قَوانین کے ساتھ مُوازنه اور پشتونُوں کی تاریخ، ٥١٤

Mawlānā Dr. Tāj Muḥammad, Wazīristān ke Rasūm wa Riwāj kā Sharʿī Qawānīn ke sāth Muwāzanah aur Pashtūnūn kī Tārīkh, 514.

34 سورة البقره : آیت نمبر: ٢٣٤

The Qur'ān, Sūrat al-Baqarah, āyat no. 234.